روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

سوموار 8 دسمبر 2003ء 13 شوال 1424 ہجری - 8 فتح 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 277

جو خاموش رہتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ چپ تھے حضورؐ بیٹھے مسکراتے رہے۔ مگر جب اس شخص نے انتہا کر دی تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی جواباً کچھ کہہ دیا اس پر حضورؐ ناراض ہو کر چل پڑے۔ حضرت ابوبکرؓ نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش تھے فرشتے تمہاری طرف سے جواب دے رہے تھے مگر جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتے چلے گئے اور شیطان آ گیا۔ میں شیطان کے ساتھ کس طرح بیٹھ سکتا تھا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الانتصار حدیث نمبر 4251)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سن کر چپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو۔ یہ یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت امن جو ہے۔ اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی اور پھر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور ان میں صبر و برداشت نہ ہوتی تو پھر ان میں اور ان کے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا؟

ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں۔ (۔) اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اول یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالیٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے۔ تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ان کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے۔ اس لئے آرام اسی میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو۔ سدباب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے سے گزر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جن کے لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے (۔) اگر یہ باتیں اختیار کر لو گے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے مخلص بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں۔ وہ خود دیکھتا ہے اور سنتا ہے اگر تم تین ہو تو چوتھا خدا ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کو اپنا نمونہ دکھاؤ۔

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پھر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا فرق اور امتیاز ہوا؟ تمہیں تو چاہئے کہ ایسا نمونہ دکھاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقلمند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 130)

"سیدنا طاہر نمبر" کے خریدار متوجہ ہوں

ادارہ الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی سیرت و سوانح پر مشتمل باتصویر اور ضخیم نمبر شائع کر رہا ہے۔ اس تاریخی دستاویز کے پیش نظر مستقل خریداران الفضل کے علاوہ جو احباب "سیدنا طاہر نمبر" خریدنا چاہتے ہیں وہ مورخہ 15 دسمبر 2003ء تک ادارہ کو آرڈر لکھوا دیں تاکہ آرڈر کے مطابق طباعت کروائی جائے۔ ضخیم اور قیمتی ہونے کی وجہ سے ایجنٹ حضرات و دیگر احباب نوٹ کرلیں کہ جو آرڈر دیا جائے گا اس میں سے پرچے واپس نہیں ہوں گے۔ (ادارہ)

امریکہ سے ماہر ڈاکٹروں کی آمد

احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آف USA کے تعاون سے فضل عمر ہسپتال میں امریکہ سے وقف عارضی پر آنے والے ڈاکٹروں کی خدمات سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے تحت مکرم ڈاکٹر خلیل ملک صاحب الرجی اور سانس کی بیماریوں کے ماہر مورخہ 22 تا 27 دسمبر 2003ء فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔ جو احباب اس سہولت سے استفادہ کرنا چاہتے ہوں وہ میڈیکل آؤٹ ڈور سے ریفر کروا کر اپنی پرچی ہمراہ لائیں بغیر ریفر کروائے ڈاکٹر صاحب کو دکھانا ممکن نہ ہوگا۔

مزید معلومات کے لئے استقبالیہ ہسپتال سے رابطہ فرمائیں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ربوہ کی مضافاتی کالونیاں

☆ ربوہ کے مضافات میں جو کالونیاں بنائی گئی ہیں۔ وہ زرعی اراضی پر ہیں۔ اور عام طور پر مشترکہ کھاتہ جات میں ہیں۔ اس لئے بعد از خرید پلاٹ کا قبضہ حاصل کرنے میں تنازعات پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ جو احباب ان کالونیز میں پلاٹ خریدنا چاہیں وہ سیکرٹری صاحب مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے مشورہ اور راہنمائی حاصل کر لیا کریں۔ تاکہ بعد میں ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ رہیں۔ اگر مشورہ نہ کیا گیا اور خرید و فروخت کی گئی تو تنازعہ کا خدشہ ہے۔ (صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

دعوت الی اللہ کے سنہری گر

103

پرحکمت نصائح
ایمان افروز واقعات

مرتبہ: عبدالستار خان صاحب

حضرت ابو بکرؓ کا قبول اسلام

ابن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو پوچھا کہ اے محمد! قریش کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیا اور ان کو بےوقوف ٹھہرا کر ان کے باپ دادا کو کافر قرار دیا۔ کیا یہ درست ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں میں اللہ کا رسول اور اس کا نبی ہوں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کا پیغام پہنچاؤں اور اللہ کی طرف حق کے ساتھ دعوت دوں اور خدا کی قسم یہی حق ہے۔ اے ابو بکر! میں آپ کو خدائے واحد کی طرف بلاتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اس خدا کی اطاعت کی خاطر ہماری دوستی ہونی چاہئے۔ پھر حضورؐ نے کچھ قرآن بھی ابو بکر کو سنایا۔ ابو بکرؓ نے اسلام قبول کر لیا اور بتوں سے بیزاری ظاہر کر کے ان کا انکار کیا۔ یوں ابو بکرؓ اسلام قبول کر کے لوٹے۔

حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہؐ سے آپ کے دعویٰ کے لئے کوئی دلیل نہیں لی۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسے بھی میں نے اسلام کی طرف دعوت دی، اسے ایک دھچکا سا لگا۔ اسلام قبول کرنے میں تردد ہوا اور وہ سوچ میں پڑ گیا سوائے ابو بکرؓ کے کہ انہوں نے فوراً میری دعوت قبول کر لی اور ذرہ برابر بھی تردد نہیں کیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 2ص 164)

پڑھنے کا شوق

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سلسلہ احمدیہ کے پہلے اخبار نویس اور مورخ ہیں۔ 1872ء میں پیدا ہوئے اور 1889ء میں بیعت کی آپ اپنے حالات میں لکھتے ہیں۔

1889ء میں پہلی مرتبہ مجھے حضرت مسیح موعود سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ اللہ دیا صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام نے مجھے پیش کیا اور میرے سنسکرت پڑھنے کا ذکر کیا۔ جس کو سن کر حضرت بہت خوش ہوئے اور ہر قسم کی مدد کرنے کا وعدہ فرمایا۔ حضرت صاحب کو پہلی مرتبہ یہاں ملا۔ مگر آپ کی کتاب براہین احمدیہ 87-1886 میں چوہدری رستم علی خان مرحوم کے ذریعہ دیکھ چکا تھا۔ جبکہ وہ سارجنٹ تھے۔ گو اس کتاب کے سمجھنے کی اس وقت قابلیت نہ تھی تاہم پڑھنے کا شوق بےحد تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 637)

گونگے کا جذبہ

گیمبیا میں ایک گونگا احمدی ہو گیا۔ وہ سن سکتا ہے نہ بات کر سکتا ہے مگر جدید ذرائع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا ہے۔ اس کو یہ ترکیب سوجھی کہ ایک دوسرے گاؤں اس کا ایک گونگا دوست ہے اور اس کو بھی لکھنا پڑھنا آتا ہے اس نے خط و کتابت کے ذریعے اپنے اس دوست کو دعوت الی اللہ شروع کر دی اور جلد ہی اس کو بھی احمدی کر لیا اور یہ دونوں مل کر دوسرے گونگوں کو دعوت الی اللہ کے لئے تلاش کر رہے ہیں۔

(ضمیمہ انصار اللہ ستمبر 87ء ص 6)

ممالک بیرون میں دعوت الی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ عام کے بعد سے آپؐ اور آپ کے صحابہ کے لئے مکہ میں ایک طوفان بدتمیزی برپا ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی طور پر ابو طالب کی وجہ سے بھی کسی قدر امن حاصل تھا مگر دیگر عام مسلمانوں کی قبول اسلام کے باعث سخت تکالیف دیکھ کر اور ان کی مدد کی طاقت نہ پا کر نبی کریم سخت مغموم ہوتے تھے۔ سوچ بچار کے بعد آپ نے صحابہ کو مشورہ دیا کہ وہ پڑوسی ملک حبشہ جا کر پناہ لیں جہاں عیسائی بادشاہ بہت عادل ہے اور کسی پر ظلم نہیں ہونے دیتا۔ چنانچہ مسلمانوں کے مرد و زن پر مشتمل دو وفود پہلے بارہ اور پھر اسی اصحاب حبشہ ہجرت کر گئے۔ قریش نے وہاں بھی مسلمانوں کا تعاقب جاری رکھا اور نجاشی اور اس کے سرداروں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ عادل نجاشی نے اپنے دربار میں مسلمانوں کو بلا کر ان کا موقف سنا۔ حضرت جعفر طیارؓ نے مسلمانوں کے نمائندے کے طور پر سورہ مریم کی تلاوت کر کے اسلام کی تعلیم پیش کی۔ بادشاہ پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا اور وہ بھی بالآخر مسلمان ہو گیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 ص 225 مطبوعہ بیروت)

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے

(حضرت مسیح موعود)

برکات وقف جدید

توصیف کیوں کریں نہ ہم ربّ حمید کی!
بخشی ہیں جس نے برکتیں وقف جدید کی

یاجوج اور ماجوج سے بچنے کا یہ حصار
پختہ فصیل ہے یہ اک سنگ و حدید کی

اندرون ملک جا بجا در علم کے کھلے
نازل ہوئی ہیں برکتیں وقف جدید کی

جاری ہے گاؤں گاؤں میں درس کتاب حق
مژدہ یہ ہے ظفر کا، بشارت ہے عید کی

پھیلے ہوئے ہیں چار سو صدہا معلمین!
ہیں کر رہے منادی جو رب مجید کی

فضل عمر کے فیض کا یہ چشمۂ رواں
رستہ لقا کا ہے اگر تو رہ یہ دید کی

رشد و ھدیٰ کا کیوں نہ ہو یہ منبعٔ عظیم
تحریک ہے یہ جبکہ اک مرد رشید کی

فضل عمر کے ہاتھ سے بویا گیا جو پیڑ
شاخیں ہیں آج ہر جگہ وقف جدید کی

زیر فلک ہے آ رہا اک تازہ انقلاب
آواز سن رہے ہیں ہم تازہ نوید کی

"کپڑے مکان بیچ کر پوری کروں گا بات"
دراصل فتح ہے یہ اس قول سدید کی

عبدالسلام اسلام

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

خدا تعالیٰ کے ہاں عظیم مقام کے حامل، محبت الٰہی اور خدمت خلق میں مخمور شفیق وجود

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی درخشاں سیرت کے بعض نمایاں پہلو

ذاتی احسانات اور شفقتوں کا تذکرہ، طبیعت کی شگفتگی اور مزاح کی لطیف عادت

محترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

قسط دوم آخر

ایک مرتبہ میں نے امریکہ سے ایک گرل خریدی۔ اس کا ذکر خط میں کیا۔ حضور کا دلچسپ جواب موصول ہوا۔

''ڈائیٹنگ کا جو عجب کارگر نسخہ آپ نے لکھا ہے۔ اس پر تو آپکو 'نوبل پرائز' ملنا چاہئے۔ امریکہ سے لائی ہوئی گرل کوئلوں پر رکھ کر ایک وقت چپل کباب۔ ایک وقت ابلے ہوئے انڈے اور ایک وقت اسی گرل پر بھونی ہوئی مچھلی۔ جتنا مرضی کوئی کھائے کوئی قدغن نہیں۔ فی ہفتہ چار پاؤنڈ وزن کم ہونے کی ضمانت ورنہ گرل واپس۔ مجھے بھی اس معجز نما گرل کا پتہ لکھ دیں ورنہ میری ڈائیٹنگ کی باگیں تو ٹوٹ چکی ہیں۔ بی بی اور بچے محبت بھرا سلام کہتے ہیں۔ خاص طور پر مونا اور طوبیٰ تو آپ کی مریدنیاں ہیں۔ خدا حافظ۔'' (مکتوب 27.10.91)

میری نادانی کہیے یا زود حسی، جو بھی ہو میں بسا اوقات حضور کے مزاح کا برا منا لیا کرتی تھی۔ (میری نادانی ہی تھی ورنہ اب تو بہت افسوس ہوتا ہے)۔ بہرحال یہ ذکر بھی خطوط میں آجاتا۔ ایک مرتبہ میں نے ایسی ہی ایک ناراضگی میں لکھے ہوئے خط کا ذکر فون پر کر دیا۔ اسکے بارہ میں حضور نے جو خطوط تحریر فرمائے وہ اپنی جگہ پر بہت دلچسپ ہیں اس خط کے انتظار میں لکھا:

''آپ کا ناراضگی کا خط تو نہیں ملا اشک پونچھنے والا اور تھوڑا تھوڑا ہنسانے والا خط مل گیا۔ معلوم ہوتا ہے ناراضگی کا بوجھ زیادہ ہی تھا جو اس کاغذی ناؤ کو راستے ہی میں لے ڈوبا۔ شائد غوطے کھاتا بھی پہنچ ہی جائے اور غوطوں کے نتیجے میں غصے پر بھی ڈھیروں پانی پڑ چکا ہو۔ بالکل بھیگی بلی لگے گا۔'' (مکتوب 4.12.1984)

جب یہ خط مل گیا تو تحریر فرمایا

''آپکی ناراضگی والا خط بھی آخر پہنچ ہی گیا۔ اب تک آپ نے جتنے خط لکھے ہیں سب میں یہی زیادہ مزیدار تھا۔ مجھے تو ناراضگی ہی کے خط لکھا کریں۔ جن خطوں میں زندگی اور توانائی ہو ان سے میرے تھکے ہوئے وجود کو زندگی اور توانائی ملتی ہے۔ غذا کا کام دیتے ہیں۔ مجھے خواہ مخواہ اتنے دن ڈرائے رکھا کہ پتہ نہیں کیا آنے والا ہے۔''

(مکتوب از ہمبرگ 17.12.1984)

اور پھر حضور نے اپنے مزاح کی عادت کی حکمت اس خط میں بیان فرمائی۔

''آپ کا بہت دلچسپ خط ملا۔ چاہیں تو اچھے بھلے دلچسپ خط لکھ سکتی ہیں۔ ذرا جھنجھوڑنے کی ضرورت ہے۔ روس بھیجنے کی تو مجھے بچپن سے عادت ہے۔ (روس بھجوانے کے محاورے کا پس منظر یہ ہے کہ پنجابی میں ناراض ہونے کو ''رُس جانا'' کہتے ہیں بعض دفعہ پنجابی الفاظ کو اردو میں تبدیل کرنے کیلئے لوگ اس پر پیش لگا دیتے تھے۔ اس بات پر بھی حضور ہنسا کرتے تھے مثلاً کتا سے کوتا۔ اور لطیفے سناتے تھے۔ چنانچہ ''رُس جانا'' سے ''روس جانا'' بنا۔ اور پھر اس سے ''روس بھیجنے'' یعنی مذاق اڑانے کا محاورہ بن گیا) اب اس عمر میں یہ عادت بھلا کہاں جائے گی۔ حضرت مصلح موعود ہمیشہ بچوں سے ہلکے پھلکے مذاق کر کے کچھ اپنا اعصابی تناؤ کم کیا کرتے تھے کچھ ہمیں زندہ رہنے کے سلیقے سکھا دیا کرتے تھے۔ ایسی وہ عادتیں پختہ ہوگئیں کہ اب تو بعض اوقات کسی کا موڈ دیکھے بغیر بھی اپنی طرف سے بوجھ ہلکا کرنے اور خیال بٹانے کیلئے نہ کہ دل دکھانے کیلئے وہی طرز تکلم اختیار کر لیتا ہوں۔ جب آگے سے یہ جواب ملے:۔

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

تو سب اٹھکیلیاں بھول جاتی ہیں اور ہوا کا رخ بدل جاتا ہے۔ میری بیٹیوں کو تو خیر عادت پڑ چکی ہے حتیٰ کہ روس بھجوانا بھی چاہوں تو ٹس سے مس نہیں ہوتیں''

(مکتوب از فرینکفورٹ 24.12.1984)

ذاتی احسانات

حضور کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے بہت زیادہ محبت تھی۔ انکی وفات کے بعد ایک روز مجھے فرمایا

''مجھے بھائی جان سے غلامانہ عشق تھا''

اسی طرح حضور 1982ء میں جب سپین بیت بشارت کے افتتاح کیلئے گئے تو وہاں سے مجھے ایک کارڈ بھجوایا جس پر تحریر فرمایا:

غرناطہ

8.9.1982 مکرمہ محترمہ آپا طاہرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بارہا حضرت صاحب کی دردبھری یاد کے ساتھ آپکے لئے بھی بہت دعا کی توفیق ملتی رہی۔

آج (۔) بشارت کے افتتاح کیلئے یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ وہاں لازوال خوشیوں کا سورج طلوع ہوگا تو ایک یادِ شمع غم بھی فروزاں کرے گی۔''

10 جون 1982ء کو انتخاب خلافت کے بعد جب حضور اس ہال کمرے میں تشریف لائے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا جسد مبارک رکھا ہوا تھا، اس وقت حضور سے ملتے ہوئے خلوص دل سے میں نے حضور سے عرض کیا ''میں پوری خوش دلی سے آپ کی اطاعت کرونگی۔''

حضور نے مجھ سے فرمایا: ''دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے''

میری طبیعت اس قسم کے موضوعات پر کچھ کہنے یا لکھنے سے بہت گھبراتی ہے کیونکہ یہ انتہائی ذاتی معاملات ہیں۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ میرے پاس کوئی الفاظ نہیں، کوئی بیان کی طاقت نہیں جو اس حسن سلوک کو بیان کر سکے جو حضور نے ہمیشہ میرے ساتھ فرمایا۔ اور اس اعلیٰ اخلاقی شان کے ساتھ فرمایا کہ اسکی نظیر نہیں ملتی۔

آپ کی طبیعت ظاہری اظہار کی نہ تھی، عام نیک انسان جب کسی سے حسن سلوک کرتے ہیں تو احسان جتانا نہ سہی پر اتنا ضرور چاہتے ہیں کہ جس پر احسان کیا جائے اسے علم تو ہو۔

لیکن حضور کے حسن سلوک کی شان نرالی تھی۔ آپ احسان جتانا تو ناممکن، احسان کا علم بھی نہیں ہونے دیتے تھے۔ بہت دفعہ ایسا ہوا کہ عرصہ دراز کے بعد ادھر ادھر سے مجھے علم ہو جاتا کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا یا یہ حکم دیا۔ لیکن آپ نے خود کبھی ظاہر نہ ہونے دیا۔

میں جب بھی لندن جاتی حضور کی مہمان ہوتی (ماسوائے آخری چند سالوں کے) ہمیشہ خود دریافت فرماتے کہ میرے بھائی مجھے ائیر پورٹ پر لینے کیلئے ہارٹلے پول سے آ رہے ہیں یا نہیں۔ تاکہ ضرورت ہو تو خود انتظام کروائیں۔ اور جب بھی وہ نہ آ سکے آپ نے ہمیشہ میرے لئے انتظام فرمایا۔ بلکہ بسا اوقات عزیزہ فائزہ کو مجھے لینے کیلئے یا چھوڑنے کیلئے ائیرپورٹ بھجواتے۔

ہر خوشی اور غم کے موقعہ پر یاد رکھتے۔ غموں میں یوں شریک ہوتے جیسے کوئی اپنا قریب ترین عزیز۔ اور آپ کا یوں شفقت فرمانا، غم کا بہت بڑا مداوا ہوتا۔ بھائی نصیر (پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان) کی وفات ہوئی تو آپ ربوہ میں ہی تھے آپ خود انکے گھر تشریف لائے اور سب اہل خانہ سے دلی ہمدردی فرمائی۔ مجھے یاد ہے کھانے کی میز پر آپ نے ہمدردی کے ساتھ میری بھاوج کے متعلق مجھ سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

پھر جب میرے والد مکرم محترم عبدالمجید خان صاحب کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ لندن میں تھے۔ وفات پر آپ نے تعزیت کا فوری ٹیلیگرام بھجوایا۔ بیماری کے دوران بھی آپ بہت محبت سے عیادت فرماتے رہے۔ ابھی جب پاکستان میں تھے تو ایک روز گھر پر جا کر بھی ان کی عیادت فرمائی۔ وفات پر آپ نے مجھے تعزیت کا جو خط تحریر فرمایا آپ کی رقیق القلبی کو بخوبی عیاں کرتا ہے۔

تحریر فرمایا:۔

''آپ کے خط کا جواب ابھی میرے ذمہ تھا کہ اچانک مکرم خانصاحب کی اندوہناک وفات کی خبر پہنچی۔ آپ کی امی اور سب بچوں کیلئے یہ صدمہ بہت گہرا اور صبر آزما ہے لیکن سب سے زیادہ آپ کی تکلیف اور احساس محرومی کا خیال دل پر گراں ہے۔

تعزیت کا خط لکھنا میرے لئے سب سے مشکل کام ہے۔ قلم کو ایک اپاہج کی طرح سہارے دے دے کر آگے بڑھانا پڑتا ہے اور مضمون قطع نہیں ہوتا۔ ہر بات ادھوری رہ جاتی ہے۔

میں آپ سب کے غم میں شریک ہوں اور اللہ سے آپ کیلئے تسکین قلب اور رحمت کی دعا مانگتا ہوں۔

آپ کے بعد آپ کی بہنوں میں سب سے زیادہ خیال عزیزہ منصورہ خان کا آتا ہے۔ اللہ اپنے فضل سے ان کی دلداری فرمائے۔

اپنی امی کی خدمت میں بھی محبت بھرا سلام اور دلی ہمدردی کا پیغام پہنچا دیں۔ پہلے بھی آپ کو دیکھ دیکھ کر انکا

دل زخمی ہوا کرتا تھا اب تو ان زخموں میں درد سوا ہوا کرے گا۔ خدا حافظ!''

کچھ عرصے بعد اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

''آپکا ایک نہایت دلچسپ خط ملا جس میں کافی کافی بھجوانے پر بہت دلچسپ تبصرہ کے علاوہ اور بھی چست چست فقرے تھے۔

(کافی بھجوانے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ اوپر تلے حضور کی طرف سے مجھے تین کافی کی بوتلیں تحفتاً ملیں۔ میں نے ازراہ مذاق لکھا کہ جس طرح ریکارڈ کی سوئی اگر اٹک جائے تو ایک ہی لفظ کو بار بار دہراتا جاتا ہے اسی طرح لگتا ہے دفتر والوں کی سوئی بھی ''کافی'' (coffee) کے لفظ پر اٹک گئی ہے۔) مزید تحریر فرمایا:

''خط مزیدار ہونا تو اپنی جگہ مزید باعث اطمینان اس لئے ہوا کہ مکرم خانصاحب کی وفات کے بعد آپ جس غم کے گہرے سائے تلے محبوس ہوگئی تھیں اس سے کچھ باہر نکلتی ہوئی دکھائی دیں۔

کچھ بادل چھٹتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں اور رحمت کے سائے تلے اپنے پیار کی نظر کے سامنے رکھے۔''

خلیفۂ وقت کے سوا اور کونسا وجود ہوسکتا ہے جو رب رحیم کی طرح بندوں کے حالات پر یوں رحمت و پیار کی نظر رکھے۔

حضور کے ایک خطبے سے متاثر ہوکر میں نے اپنے والد پر ایک مضمون لکھا جو اسوقت الفضل میں شائع ہوا۔ الفضل میں یہ مضمون پڑھ کر حضور نے مجھے تحریر فرمایا:

''آپ کا ہر خط میرے ضمیر پر دستک دیتا ہے اور یاد دلاتا ہے کہ ایک اور قرض سر پر چڑھ گیا ہے۔ ہر دستک پر میرا ضمیر شدید مصروفیت کے بہانے تراش لیتا ہے۔ لیکن الفضل میں آپ کے اباجان مرحوم کی سیرت پر لکھا ہوا آپ کا مضمون پڑھ کر سب بہانے کافور ہوگئے اور دل چاہا کہ فوراً آپ کو ابھی خط لکھوں اور بتاؤں کہ میرے دل پر اس مضمون کا گہرا اثر پڑا اور آپ کے ابا جان مرحوم و مغفور کیلئے بہت بہت دل سے دعائیں نکلیں اور آپ نے بھی ان سے حصہ پایا۔ سچائی جب صرف زبان تک محدود نہ رہے بلکہ دل کی گہرائی تک اتر کر سارے کردار میں گھل مل جائے تو ایک سچا انسان پیدا ہوتا ہے۔ خدا کے فضل اور اسی کی توفیق سے آپ کے اباجان ایک سچے انسان بن گئے تھے۔''

(مکتوب 12.3.1989)

میری بھاوج محترمہ ساجدہ حمید کی بیماری اور وفات پر آپ نے بہت زیادہ شفقت فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ نے عزیزہ فائزہ اور میاں لقمان اور بچوں کو کئی روز کیلئے ہارٹلے پول بھجوایا تا کہ سب کا دل بہلے۔

چنانچہ تحریر فرمایا:

''لقمان اور فائزہ آپ کا دل بہلانے آرہے ہیں۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور اسکا سایہ کبھی سروں سے نہ اٹھے۔ سب دوسرے سائے اسی کے سائے تلے سائے بنتے ہیں ورنہ تو ہر سایہ دخان ہوجاتا ہے۔

میں آجکل اتنا مصروف ہوں کہ شکر کا حق ادا نہیں ہورہا۔ خدا حافظ! اپنی امی کو محبت بھرا اسلام نبو اور فریدی کو بہت بہت پیار اور دعائیں۔''

آپ کے اس بے انتہا پر شفقت سلوک پر خاکسار نے آپ کو شکریہ کا خط لکھا۔ جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

''عزیزہ ساجدہ کے وصال کے بعد آپکا شکریہ کا خط تو مجھے زیر بار کرگیا۔ ایسے اچھے خط کا شکریہ ادا کرنے کا دماغ ہو بھی تو وقت کہاں سے لاؤں۔ اس لحاظ سے آپکی امی کا بھی بہت بہت شکریہ واجب ہے۔ یہ جذبہ تشکر آپ نے انہی سے ورثہ میں پایا ہے جو ایک بڑی نعمت ہے۔

آپ نے تو اپنی طرف سے نیکی کی مگر میرے لئے یہ شکریہ نمک پاشی کا کام کرگیا کیونکہ میں یہاں اس خیال سے دل ہی دل میں کٹ رہا تھا کہ ساجدہ کا جو حق تھا وہ میں پورا نہ کرسکا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ میری راہ دیکھ رہی ہوگی میری سخت آرزو تھی کہ خود جا کر اسکی عیادت کروں لیکن ایک مجبوری کے بعد دوسری عناں گیر ہوتی رہی اب میں سوچتا ہوں کہ میں اس کی منتظر نگاہوں کا حساب چکانے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ میرا شکریہ کیا ہاں انسب ہے کہ شکوہ کیا جائے۔

کبھی انشاء اللہ اس کی قبر پر حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش اور اپنی بخشش کی دعا کروں گا۔

امی، بھائی حمید اور بھائی وقیع کو محبت بھرا اسلام بچوں کو پیار۔'' (مکتوب 18.12.94)

پھر 1995 میں جب حضور انکے دو بچوں کی شادی میں شمولیت کی غرض سے ہارٹلے پول آئے تو انکی قبر پر جا کر دعا بھی کی۔ اور اپنا وعدہ پورا فرمایا۔

بھائی حمید (ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب۔ ہارٹلے پول) کی بیماری اور وفات پر تو آپ کی شفقت اور ہمدردی کے بیان کیلئے الفاظ نہیں ملتے۔ دعاؤں سے، دواؤں سے محبت بھرے خطوط سے اور تحائف سے غرضیکہ آپ ہر طرح ان کی دلداری فرماتے رہے۔ بیماری میں بہت توجہ سے علاج بھی کیا اور دعائیں بھی کیں اور پھر ان کی وفات کے بعد ان کے بچوں سے خصوصاً اور سب اہل خاندان سے عموماً نہایت محبت بھرے سلوک کا اظہار فرمایا۔ ان کی یاد میں اسی روز نظم لکھ کر اس وفد کے ہاتھ بھجوائی جو آپ نے جنازہ میں شرکت کیلئے لندن سے بھجوایا تھا۔ اپنی چاروں بچیوں اور دامادوں کو بھی ہارٹلے پول بھیجا۔ امی سے فون پر تعزیت کرتے ہوئے نہایت رقت آمیز لہجے میں فرمایا:

''اتنا اچھا بیٹا آپ نے کیسے پیدا کرلیا۔''

انکی یاد میں جو نظم تحریر فرمائی اسکے یہ دو اشعار حضور کے غم کی عکاسی کرتے ہیں۔

جس کی خاطر ہمیں کرتا تھا پیار اے وائے
وہ بھی غمگین ہے اسکے لئے 'بے حد' ہائے
صبر کی کرتا ہے تلقین وہ اوروں کو مگر
کاش اس کو بھی تو اس غم سے قرار آجائے

(کلام طاہر۔ صفحہ 128 جدید ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ ہر روز شام کو مغرب کی نماز کے بعد افراد خاندان ملنے کیلئے آیا کرتے تھے۔ ایک روز ایسی ہی ایک ملاقات کے دوران عزیزہ طوبیٰ کو جو کہ ابھی قریباً 6 سال کی تھی میں نے اپنا دوست بنالیا۔ کچھ دنوں بعد جب حضور نے اپنے گھر پر ہماری شادی کی خوشی میں دعوت کی تو موٹر میں سے اترتے ہوئے عزیزہ طوبیٰ نے مجھے پھول دیئے اور حضور نے مجھ سے مسرت سے پوچھا ''آپ نے طوبیٰ کو اپنی دوست بنایا ہے؟''

اور پھر ساری زندگی حضور طوبیٰ کو یہ رشتہ دوستی یاددلاتے رہے۔ ہم جب ایک گھر میں اکٹھے رہے تو عزیزہ مونا طوبیٰ کے ساتھ مجھے بہت تعلق پیدا ہوگیا میرا دل ان کے ساتھ بہت لگتا تھا۔ اور یوں وقت گزرتا تھا۔ حضور خاص طور پر مونا، طوبیٰ کو اکثر میرے پاس چھوڑتے۔ میں جانتی تھی وہ یہ قربانی کیوں کررہے ہیں۔ آپ اپنے بچوں کو اپنے سے جدا کرنا ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ لیکن اسوقت میری دلداری کیلئے آپ انہیں نہ صرف یہ کہ اجازت دیتے بلکہ خود حوصلہ افزائی کرکے بھجواتے رہتے۔ آپ لاہور گئے تو دونوں کو میرے پاس چھوڑ گئے۔ کراچی گئے تو مونا کو میرے پاس رہنے دیا۔ اور یوں بھی بہت حکمت کے ساتھ انہیں میرے ساتھ جوڑتے رہتے۔ لیکن کبھی اس کا احسان یا اظہار نہ ہونے دیا۔ بلکہ ہمیشہ میرا شکریہ ادا کرتا کہ آپ انکا بہت خیال رکھتی ہیں۔ حالانکہ میں اصل حقیقت جانتی تھی۔

ایک مرتبہ حضور جب نئے قصر خلافت میں منتقل ہوئے تو رات کے کھانے پر خادم لڑکا میرے پاس آیا کہ بی بی طوبیٰ کے دانت میں درد ہورہا ہے۔ حضور فرمارہے ہیں اگر چاول ہیں تو دے دیں کچھ چاول بچے ہوئے تھے میں نے وہ بھجوادیئے۔ بظاہر یہ چھوٹی بات تھی لیکن میں جانتی تھی کہ حضور نے بے تکلفی سے اسلئے منگوائے تھے تاکہ میں بھی تکلف میں نہ رہوں اور بوقت ضرورت بے جھجک آپ کے گھر سے چیز منگوالوں۔ ورنہ مجھے بھولا تو نہ تھا جب حضور نے کچھ ہی دیر پہلے شیرے سے کھڑے پیر میرے لئے خشکہ چاول پکوائے تھے۔ وہ اس طرح کہ میں نے ایک روز باتوں باتوں میں بتادیا کہ میں روزانہ رات کو ہوسٹل میں بھی چاول کھاتی تھی۔ (مجھے چاول بہت پسند تھے) آپ نے اسی وقت شیرے سے کہا کہ چاول ابالے۔ میں شرمندہ بھی ہوئی اور منع کرنا چاہا۔ فرمایا نہیں ابھی پک جائیں گے۔ مجھے جلسے کا تجربہ ہے۔ جب زائد مہمان آجایا کرتے تھے تو ہم فوراً ابلے چاولوں کی دیگ تیار کرلیتے تھے۔ 20 منٹ میں دیگ تیار ہوجاتی ہے۔

اکثر حضور نے مجھے کھانے پر بلوا بھیجنا۔ یا پھر اگر کوئی مزے کی چیز ہوتی تو فوراً میز پر ہی سے بھجوادیتے۔ لندن جب بھی جاتی کھانے کی میز پر ابلے چاول ضرور ہوتے۔

1983ء میں جب میں ہارٹلے پول گئی تو حضور نے ربوہ سے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا:

''آپکی مونا طوبیٰ نے آپکی یاد کا خوب خوب حق ادا کیا۔ بچوں کے یاد کے رشتے بچوں والے ہی ہوتے ہیں۔ پس تعجب نہیں کہ آپ کی یاد بھی ان کے دلوں میں کھانے کی میز پر خاص جلوے دکھاتی تھی۔ گویا ان کے دلوں کا ہیجان معدے کے ہیجان پر منحصر تھا۔ یہ کھانا...... آپا ہوتیں تو بڑا مزہ آتا۔ یہ چیکو........ آپا ہوتیں تو بڑا مزہ آتا۔ یہ بدمزہ............ آپا ہوتیں تو بغیر بتائے انکو کھلاتے اور پھر خوب ہنستے غرضیکہ کھانے کی میز اور آپا کی یاد کا دسترخوان اکٹھے سجتے ہیں پتہ ہے عیدی آپکو کیا بھجوائی ہے انہوں نے؟ آم۔ خدا کرے صحیح سلامت وقت پر مل گئے ہوں۔ اچھا جی خدا حافظ!

اپنی منصورہ آپا اور ساجدہ اور حمید کو محبت بھرا سلام۔ طیبہ، فرید، باقی سب بچوں کو بہت بہت پیار آپ سب کو دلی عید مبارک۔'' (مکتوب 8.7.1983)

یہ ذکر لندن آنے کے بعد بھی چلتے رہے۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:۔

''کل کھانے کی میز پر آپ کا ذکر چل پڑا۔ آصفہ پوچھ رہی تھیں کہ آپا کب آئیں گی۔ اب تو پھر انہی کے آنے کا موسم آگیا ہمارے جانے کا نہیں۔ اس پر مونا طوبیٰ کے آپ کے گھر جانے کے قصے اور وہاں آپ کا سارا کھانا کھا جانے کے قصے شروع ہوگئے۔ کسی کو آپ کا من بھاتا سالن یاد آیا کسی کو آپکی خاص چٹنی کی یاد نے ستایا۔ جب سب اپنی اپنی بولیاں بول چکے تو مونا اپنے خاص لٹکتے ہوئے لہجے میں بولی'' اور لنگر خانہ کا آلو گوشت بھی'' (مکتوب 17.3.1987)

حضور بہت وسیع پیمانے پر اور بہت زیادہ تحائف دوسروں کو دیتے۔ تحائف دینا آپ کی عادت ہی نہیں شوق تھا۔ سوچ سوچ کر اگلے کی پسند اور ضرورت کا خیال رکھ کر تحفہ دیتے۔ بسا اوقات انہیں خوب صورت پیک بھی کرواتے۔ حضور کے اس الطاف کی میں بھی خدا کے فضل سے مورد بنی رہی۔ بیشمار تحائف آپ نے عطا فرمائے آخری تحفہ جو آپ نے مجھے دیا وہ ایک خوشبو اور آپ کے کندہ شدہ نام والا قلم تھا۔ خوب صورت لفافے میں سے دونوں تحائف نکال کر مجھے دکھائے اور قلم دکھاتے ہوئے فرمایا ''یہ آپ کا پن۔ آپ لکھنے لکھانے کا کام کرتی ہیں نا'' میں نے دل میں سوچا ابھی تو میں نے لکھنے لکھانے کا کوئی خاص کام نہیں کیا۔ اللہ اس قلم اور حضور کے ارشاد کی برکت سے اسکی توفیق دے دے۔

سیدنا بلال فنڈ کا اعلان ہوا تو خاکسار نے اپنی ایک قیمتی یادگار جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجھے تحفہ میں دی تھی وہ حضور کیطرف سے اور اپنی طرف سے پیش کی۔ اسکے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تحریر فرمایا:

''دوسرے خط میں سیدنا بلال فنڈ کیلئے ایک عظیم القدر قربانی کا ذکر ہے۔ اس خلوص اور جذبہء ایثار سے میں بے حد متاثر ہوا اور درد دل سے آپ کیلئے اور حضرت بھائی جان کیلئے دعا کی اللہ تعالیٰ آپ دونوں کی طرف سے اس پرخلوص قربانی کو قبول فرمائے اور محدود کی لامحدود جزا دے۔ آمین۔''

باقی صفحہ 6 پر

مکرم سعید احمد اظہر صاحب

حضرت مسیح موعود کی مقدس گھڑی

جو ایم ٹی اے پر سب دنیا نے دیکھی

جلسہ سالانہ برطانیہ 1999ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے حضرت مسیح موعود کی ایک جیبی گھڑی دکھائی تھی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام دنیا کے احمدیوں نے دیکھی اور اس کی زیارت کی۔ یہ گھڑی حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد حضرت اماں جان نے حضرت میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل صاحب ولد میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور رفیق حضرت مسیح موعود کو بطور تحفہ دی تھی۔ اور ان کے خاندان میں اب تک محفوظ ہے۔

خاکسار نے بھی اس گھڑی کو ایم ٹی اے پر دیکھا تھا پچھلے سال خاکسار نظارت مال کے دورہ پر کراچی گیا تو مجھے خیال آیا کہ مغل صاحب کا خاندان کراچی میں آباد ہے۔ کیوں نہ ان کے گھر جا کر اس گھڑی کو دیکھا جائے چنانچہ خاکسار اپنے دفتر کے دو تین افراد کو ساتھ لے کر اور ایک کیمرہ بھی ساتھ لے کر ان کے گھر گیا اور اس گھڑی کی زیارت کی۔

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل صاحب رفیق حضرت مسیح موعود 1876ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ اور 1892ء میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی اور 1942ء میں ان کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت عمر قریباً 68 سال تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خاندان میں حضرت مولوی رحیم اللہ صاحب کی تربیت کے نتیجہ میں سب سے پہلے حضرت میاں معراج الدین صاحب عمر جماعت میں داخل ہوئے اور ان کے ایک ہفتہ کے بعد میں نے قادیان جا کر بیعت کی۔ ابھی آپ مڈل میں ہی پڑھتے تھے کہ تذکرۃ الاولیاء آپ کے مطالعہ میں آئی۔ اولیاء اللہ کا حال پڑھ کر دل چاہا۔ کہ ان بزرگوں جیسا آج بھی کوئی مل جائے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن جب کہ آپ اپچی سن سکول میں پڑھتے تھے ایک استاد نے پیسہ اخبار سے یہ خبر پڑھ کر سنائی کہ قادیان میں ایک شخص نے مہدی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ خبر آپ کے دل میں میخ کی طرح گڑ گئی۔ اور پختہ ارادہ کر لیا۔ کہ جب بھی سکول میں کچھ رخصتیں ہوئیں۔ آپ فوراً قادیان پہنچ کر حضور کی بیعت کا شرف حاصل کریں گے۔ چنانچہ بڑے دن کی رخصتوں پر آپ اپنے والد بزرگوار سے اجازت لے کر امرتسر گئے اپنے نانا میاں قائم دین صاحب کو ہمراہ لیا۔ اور عازم قادیان ہو گئے لیکن جب بٹالہ پہنچے تو آپ کے نانا صاحب نے اس خیال سے کہ اس بچہ نے خواہ مخواہ تکلیف دی ہے ممکن ہے قادیان میں کوئی ٹھہرنے کی جگہ بھی نہ ملے۔ آپ کو ایک تھپڑ رسید کیا۔ آپ کو بخار بھی ہو گیا مگر قادیان پہنچنے کا جنون آپ کو قادیان لے ہی گیا فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم قادیان پہنچے تو بیت مبارک کی سیڑھیوں کے پاس ایک تخت پوش پڑا تھا اور اس کے پاس ایک انگریز سیاہ اوورکوٹ پہنے کھڑا تھا۔ جس کے متعلق بعد میں پتہ چلا کہ مدراس سے آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب گول کمرہ کے پاس کھڑے تھے ان سے میں نے پوچھا کہ حضرت صاحب کہاں ہیں؟ وہ ہمیں بیت اقصیٰ میں لے گئے جہاں حضرت صاحب چہل قدمی فرما رہے تھے۔ ہاتھ میں چھڑی بھی تھی۔ حضور نے ہمیں دیکھتے ہی حافظ صاحب سے فرمایا کہ حافظ صاحب ان کے کھانے کا بندوبست کریں مگر ہم نے عرض کی کہ حضور ہم نے کھانا کھا لیا ہے۔ پھر ہم سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ حضور لاہور سے۔ فرمایا آپ کے والد صاحب کا کیا نام ہے؟ میں نے کہا حضور میرے والد صاحب کا نام میاں چراغ دین ہے فرمایا میں ان کو جانتا ہوں۔ پھر فرمایا: آپ نے کوئی دین کی کتاب بھی پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا حضور ''تذکرۃ الاولیاء'' پڑھی ہے۔ اس کے بعد حضور نے بھی اور ہم نے بھی میاں جان محمد صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر حضور گول کمرہ میں ہمیں لے آئے۔ اور چونکہ ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی اور سردی کا موسم بھی تھا اس لئے حضور ہمارے لئے اندر سے قہوہ لے آئے ساتھ خطائیاں بھی تھیں۔ اس کے بعد شام کو حضور اندر سے ہمارے لئے کھانا لائے جو ہاتھ کی پکی ہوئی روٹیاں اور آلو گوشت تھا۔ رات کو سوتے وقت حضور نے حافظ حامد علی صاحب کو حکم دیا کہ اس بچے کو بخار ہے لہٰذا اس کو ذرا دبا دو۔

صبح حضور فجر کی نماز سے پہلے لالٹین ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لائے اور ہمیں جگا کر فرمایا کہ اٹھو چل کر نماز پڑھیں۔

پھر حضور اندر تشریف لے گئے اور کوئی آٹھ نو بجے کے قریب پہلے اس انگریز کی بیعت لی اور پھر میری۔ ان ایام میں حضور ایک ایک آدمی کی الگ الگ بیعت لیا کرتے تھے۔

میاں عبدالعزیز صاحب نے بتایا کہ یہ گھڑی حضرت اقدس کی جیب کی گھڑی ہے حضرت اماں جان نے حضور کے وصال کے بعد مجھے عطا فرمائی تھی۔ یہاں لاہور میں اس گھڑی کو چلتے ہوئے تیس سال ہو گئے ہیں۔ آٹھ روز کے بعد اسے ایک دفعہ چابی دینا پڑتی ہے پہلے اس کا کیس چاندی کا تھا۔ میں نے پالش کے لئے ایک شخص فیروز الدین کو دیا۔ مگر اس سے کہیں گم ہو گیا۔ اب اور کیس ہے۔ اس گھڑی کی مرمت میں نے اب تک دو دفعہ کرائی ہے ایک دفعہ چوہدری عبدالرحیم صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین سے اور دوسری مرتبہ ایک گھڑی ساز سے جس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اور اس نے دوسرا کیس لگایا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ یہ گھڑی جب نئی خریدی گئی ہو گی کم از کم تین سو روپیہ میں ملی ہو گی۔

چوہدری عبدالرحیم صاحب ابھی غیر احمدی تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت .... کی گھڑی مرمت کے لئے میرے پاس آئی ہے چنانچہ اتفاق سے میں نے ان کو یہ گھڑی مرمت کے لئے دی جب انہوں نے اسے کھولا۔ تو کہنے لگے کہ یہ گھڑی آپ نے کہاں سے لی ہے اسے تو میں خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ اور مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ .... کی گھڑی ہے اس گھڑی کا نقشہ بالکل وہی ہے جو اس کا تھا۔ اس میں دو سپرنگ تھے اور اس میں بھی۔ میں نے جب انہیں بتایا کہ یہ مرزا صاحب کی گھڑی ہے تو وہ حیران رہ گئے کیونکہ وہ خواب میں دیکھ چکے تھے۔ کہ .... کی یہ گھڑی کسی نے آپ سے مرمت کروائی تھی۔

شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل مربی سلسلہ مصنف کتاب ''لاہور تاریخ احمدیت'' میں بیان کرتے ہیں۔

آج مورخہ 13 مارچ 1924ء کو بعد نماز مغرب خاکسار نے جناب چوہدری عبدالرحیم صاحب صدر محلّہ اسلامیہ پارک سے اس سلسلہ میں ان کے مکان واقع اسلامیہ پارک میں ملاقات کی انہوں نے فرمایا جس خواب کا حضرت مغل صاحب نے ذکر کیا ہے وہ میں نے 1917ء میں اپنے گھر واقع امرتسر میں دیکھی تھی۔ ان دنوں میں احمدیت کا اشد مخالف تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے دائیں طرف سے مجھے ایک گھڑی دی ہے اور اس کا منشاء یہ معلوم .... ہوتا ہے کہ میں اس کی مرمت کروں۔

وہ کہتا ہے یہ .... کی گھڑی ہے۔ کیا اس کی مرمت ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا جب .... کی گھڑی ہے تو اس کی مرمت کیوں نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ جب میں نے اسے کھول کر دیکھا تو وہ ایک نہایت ہی قیمتی گھڑی تھی۔ اس کا ہر پرزہ نہایت ہی شاندار تھا۔ مین سپرنگ بھی دو تھے۔ آج تک میں نے دو سپرنگوں والی جیبی گھڑی نہیں دیکھی تھی اس میں جو ہیرا لگا ہوا ہے وہ بھی بہت اعلیٰ ہے۔ خیر خواب میں میں نے اس کی مرمت کی جب مرمت کر چکا تو خواب میں زور سے آندھی آئی جس سے میں بیدار ہو گیا۔

1920ء کے شروع میں میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ 1922ء کے شروع میں کسی تقریب پر لاہور میں حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل کے مکان پر آنے کا اتفاق ہوا۔ مغل صاحب اوپر سے ایک گھڑی لائے اور دائیں طرف سے مجھے دکھا کر فرمایا کیا آپ اس کی مرمت کر سکتے ہیں؟ نیز فرمایا کہ آپ کو علم ہے کہ کس کی گھڑی ہے؟ میں نے کہا مجھے تو علم نہیں فرمایا یہ حضرت مسیح موعود کی گھڑی ہے جو حضور کے وصال کے دوسرے سال حضرت اماں جان نے مجھے لاہور میں ہمارے مکان پر عطا فرمائی تھی۔ میں نے جب اس گھڑی کو دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ یہ وہی گھڑی تھی جس کی میں 1917ء میں خواب میں مرمت کر چکا تھا۔ میں وہ گھڑی امرتسر اپنے گھر لے گیا بچوں کو دکھائی اور بتایا کہ خواب میں جس گھڑی کا واقعہ میں آپ لوگوں کو کئی مرتبہ سنا چکا ہوں۔ وہ یہ گھڑی ہے اور یہ حضرت مسیح موعود کی ہے۔ چوہدری صاحب نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ میں نے حضرت مغل صاحب سے عرض کی تھی کہ میری زندگی تک آپ کو جب بھی اس گھڑی کی مرمت کی ضرورت پیش آئے میری خدمت حاضر ہے۔

جناب شیخ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ گھڑی میں نے تین مرتبہ دیکھی۔ دو مرتبہ تو حضرت مغل صاحب نے خود بیت احمدیہ لاہور میں لا کر مجھے دکھائی تھی۔ اور تیسری مرتبہ جو 1962ء میں جب محترم مولوی قمرالدین فاضل انسپکٹر اصلاح وارشاد اور خاکسار دورہ پر کراچی گئے تو اس موقع پر دیکھی تھی۔ اور اس کی تقریب یوں پیش آئی کہ مغل صاحب کی اہلیہ بچوں سمیت لاہور سے سکونت ترک کر کے کراچی چلی گئی ہیں۔ میں نے وہاں پہنچنے پر ان کے ایک بچے عزیزم عبدالرزاق صاحب کو کہا کہ اپنی امی کو میرا اسلام کہنا اور ان سے وہ گھڑی لے آنا جو حضرت اماں جان نے مغل صاحب کو دی تھی۔ چنانچہ وہ گھڑی لے آیا۔ اتفاقاً اس روز احمدیہ ہال میں کوئی جلسہ تھا اور حاضری تقریباً تین چار سو کے لگ بھگ تھی میں نے باری باری سب کو وہ گھڑی دکھائی تھی اور اس کی مرمت کا واقعہ بھی بیان کیا تھا۔

(ماخوذ از لاہور تاریخ احمدیت مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل ص 110 تا 116)

خدا نما وجود

حضرت میر ناصر نواب صاحب 1876ء سے حضرت مسیح موعود کے ارادت مندوں میں شامل اور آپ کی خدا نما شخصیت کے مداح تھے۔ جب ''براہین احمدیہ'' شائع ہوئی تو انہوں نے بھی اس کا ایک نسخہ خریدا اور پھر جذبات عقیدت میں چند امور کے لئے حضرت سے دعا منگوانے کے لئے خط لکھا بعد میں یہی تعلق حضرت میر صاحب کے لئے بے انتہا فخر کا موجب بنا جب ان کی بیٹی حضرت مسیح موعود کے عقد میں آئی۔ آپ نے 1892ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد بیعت کی۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 1 ص 243)

ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب صدر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن

آئی ڈونرز کے لواحقین کا فرض

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن و آئی بنک کا مقررہ وصیتی فارم پر کرنے والے افراد آئی ڈونرز کہلاتے ہیں جو ایسوسی ایشن اور آئی بنک کے ممبر ہوتے ہیں۔ آئی ڈونر اس فارم پر اپنے ضروری کوائف کا اندراج کرنے کے بعد دو گواہوں کے دستخط کرواتا ہے۔ جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مرحوم کی وفات کے بعد اس کے کارنیا، مرحوم آئی ڈونر کی وصیت کے مطابق آئی بنک تک پہنچانے میں تعاون کریں گے۔

اس طرح ایک آئی ڈونر عطیہ چشم کے وصیتی فارم پر کر کے خود تو اس عظیم نیکی میں حصہ لیتا ہے، ساتھ ہی اپنے لواحقین اور رشتہ داروں کے لئے نیکی کی گنجائش چھوڑ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک آئی ڈونر کی وفات کے بعد اس کے لواحقین پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ مرحوم کی وفات کی فوری اطلاع قریبی برانچ یا مرکزی دفتر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن (ایوان محمود در مرکز عطیہ خون فون نمبرز (04524-212312-212349) تک پہنچائیں۔ چونکہ مرحوم کا کارنیا وفات کے 4 تا 6 گھنٹے کے اندر حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے نیز یہ بھی کہ جتنی جلد کارنیا حاصل کیا جائے اتنے زیادہ عمدہ امکانات کامیاب آپریشن کے ہوتے ہیں، لہٰذا لواحقین کی ذمہ داری صرف اطلاع دینا نہیں بلکہ جتنا جلد ممکن ہو فوراً اطلاع دینا ہے۔ اگر کسی آئی ڈونر کا عطیہ صرف لواحقین کی سستی یا غفلت کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو یہ ایک افسوسناک امر ہوگا۔

آئی ڈونرز سے بھی ایک التماس ہے کہ براہ مہربانی وہ اپنے مختلف رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں کو اپنی وصیت سے آگاہ کرتے رہا کریں۔ اس طرح دیگر احباب جماعت کو تحریک بھی ہوتی رہے گی اور آپ کی وصیت کا علم بھی ہو جائے گا۔ یقیناً یہ آپ کے لئے بھی دہرے ثواب کا موجب ہوگا اور اس طرح دیئے سے دیا جلتا رہے گا اور بالآخر یہ نیک تحریک تمام احباب جماعت تک پہنچ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور خدمت خلق کے تمام کاموں میں بھرپور حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ صفحہ 4

اور پھر آپ نے مزید احسان مجھ پر یہ فرمایا کہ میں جب لندن گئی تو آپ نے وہ تحفہ مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ میں نے خود خرید لیا تھا اور اب میں آپ کو اس شرط پر دے رہا ہوں کہ آئندہ آپ نے کبھی اسے نہیں دینا۔

مجھے گھوڑے کی سواری کا شوق تھا۔ اسکا بھی کئی مرتبہ ذکر رہتا۔ ایک مرتبہ مجھے سواری سے تھکاوٹ کیلئے نسخہ بھی تحریر فرمایا۔

جو یہ تھا:

"آپ گھوڑے کی سواری ضرور کریں اچھی بات ہے۔ لیکن اس دن Arnica200 اور Bryonia200 کی ایک خوراک ضرور کھالیا کریں۔ اس سے انشاء اللہ تھکاوٹ بڑی جلدی دور ہوگی۔" (مکتوب 24.7.94)

خاکسار کی عادت تھی کہ حضور کو ذاتی خطوط میں حسب حالات جو بھی ذہن میں آتا لکھ دیتی۔ کبھی کوئی خاص مضمون بنا کر یا پہلے رف لکھ کر خط نہیں لکھا تھا۔

(اس لئے میرے پاس اپنے خطوں کی نقول بھی نہیں ہیں۔ اور اپنے اکثر خطوں کا مضمون حضور کے جوابات سے یاد آتا ہے۔) حضور اپنی خداداد ذہانت اور حساس دل کی وجہ سے بسا اوقات خطوط میں تحریر مضمون کا گہرے احساس کے ساتھ بہت پر لطف تجزیہ فرماتے اور میری حوصلہ افزائی بھی فرماتے جس سے میرا دل بہت خوش ہوتا اور یوں حضور میری دلداری فرما دیتے۔ ایک مرتبہ تحریر فرمایا:

"اپنے چھوٹے سے خط میں آپ نے کمال جادوگری سے ہنسی، تفکر، انبساط اور درد کے مضامین اکٹھے کر کے کوزے میں دریا بند کرنے کے مضمون کو مزید وسعت دے دی اور میٹھے اور کڑوے پانیوں کے دریاؤں کو اس سلیقے سے خط کی تنگ نائے میں اکٹھا کیا کہ مزے گڈمڈ نہیں ہوئے بلکہ الگ الگ رہے۔ ماشاء اللہ"

(مکتوب 25.4.1989)

حضور کی تحریر میں جو ادبی مزہ پایا جاتا ہے۔ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

2001ء کی گرمیوں میں میں جب لندن گئی تو حضور کے لئے آموں کا تحفہ لے کر گئی دوران ملاقات مجھ سے دریافت فرمایا آپ اپنے باغ کے آم لائی ہیں میں نے عرض کیا ابھی ناصر آباد کے تیار نہیں تھے اسلئے میاں مسرور (حضور ایدہ اللہ تعالیٰ) نے مجھے محمود آباد سے منگوا دیے تھے۔

پھر فرمایا مجھے تو اب ذیابیطس ہو گئی ہے۔ اسلئے میں اب آم نہیں کھاتا۔ میں خاموش رہی لیکن دل کو بہت صدمہ ہوا۔ فوراً ہی حضور نے فرمایا

"لیکن آپ کا لایا ہوا آم میں ضرور کھاؤں گا۔" اور میرا دل خوش ہو گیا۔ شاید حضور نے میرا چہرہ پڑھ لیا تھا۔

جس روز حضور کی وفات ہوئی اسی روز صبح میں اپنے دل میں سوچ رہی تھی کہ محترم صاحبزادہ میاں مسرور احمد صاحب (حضور ایدہ اللہ تعالیٰ) سے کہہ کر اپنے جانے سے پہلے ناصر آباد سے حضور کیلئے آم منگواؤں گی اور پھر حضور کو انکی مذکورہ بالا بات یاد دلا کر کھانے کی گزارش بھی کروں گی۔ اسی روز شام کو حضور کی وفات کی ناقابل یقین دردناک اطلاع مل گئی۔

حرف آخر

میں نے یہ عنوان لکھ تو دیا ہے۔ اپنی تحریر کے اس سلسلے کو اس وقت ختم کرنے کیلئے لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس ذکر کا حرف آخر کوئی نہیں۔ یہ ذکر ایسا نہیں کہ چند صفحات میں لکھ کر محفوظ کیا جائے اور بس۔ یہ تو صدیوں چلنے والا ذکر ہے۔ جو قیامت تک چلتا ہی رہے گا۔ نیک یادوں کے ساتھ، محبت سے بھرے کریمانہ الطاف کے ذکر کے ساتھ آپ کے عظیم کارناموں کی یاد کے ساتھ یہ ہستیاں صرف ایک دور یا ایک زمانے کی ہستیاں نہیں ہوتیں بلکہ ان کی یاد تو آئندہ آنے والے تمام زمانوں کیلئے ہوتی ہے۔

ہمارے دل اگرچہ آپ کیلئے بہت اداس ہیں۔ لیکن اس عزم صمیم سے بھی پر ہیں کہ ہم آپ کی نیک یادوں کو، آپ کی نیک نصائح کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ اور آخری لمحے تک ان خدمات کو جاری رکھیں گے جن پر آپ نے ہمیں قائم رہنے کی ہدایت فرمائی۔ اے خدا ہمیں اس کی توفیق دے۔ مسیح موعود کے اس راج دلارے پر بے شمار رحمتیں نازل فرما۔ اور اپنی جناب میں آپ کے درجات عالیہ کو محض اپنے فضل سے بڑھاتا چلا جا۔ آمین

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی مقبرہ** کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر 35412 میں احمد داؤد ناصر ولد محمد ابراہیم قوم آرائیں پیشہ کاروبار عمر 23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد فارم ضلع میرپور خاص سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 25-5-2003 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/1500 روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد احمد داؤد ناصر ولد محمد ابراہیم ناصر آباد فارم سندھ گواہ شد نمبر 1 محمد یونس ولد محمد صادق ناصر آباد فارم ضلع میرپور خاص سندھ گواہ شد نمبر 2 عبدالسلام عارف وصیت نمبر 26599

مسل نمبر 35413 میں عطاء السمیع ولد عبدالہادی قوم چانڈیو پیشہ طالب علمی عمر 15 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن قمر آباد ضلع نوشہرو فیروز سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 13-6-2003 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/100 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد عطاء السمیع ولد عبدالہادی ساجد قمر آباد ضلع نوشہرو فیروز سندھ گواہ شد نمبر 1 عبدالہادی ساجد والد موصی گواہ شد نمبر 2 محمد اسد اللہ برادر موصی

مسل نمبر 35414 میں عطیۃ الکریم بنت عبدالہادی ساجد قوم چانڈیو پیشہ طالب علمی عمر ساڑھے اٹھارہ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن قمر آباد ضلع نوشہرو فیروز سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 13-6-2003 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی زیورات وزنی 3 گرام 200 ملی گرام مالیتی -/2150 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/150 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ عطیۃ الکریم بنت عبدالہادی ساجد قمر آباد ضلع نوشہرو فیروز سندھ گواہ شد نمبر 1 عبدالہادی ساجد والد موصیہ گواہ شد نمبر 2 محمد اسد اللہ برادر موصیہ

جنگ کوریا

دوسری جنگ عظیم کے شعلے ابھی پوری طرح سرد نہ ہوئے تھے کہ عالمی اسٹیج پر ایک نئی جنگ کا آغاز عین بیسویں صدی کے نصف میں ہوا۔ یہ جنگ ''جنگ کوریا'' کے نام سے مشہور ہوئی، جو نظریاتی تنازعہ سے شروع ہوئی اور علاقائی تنازعہ نے اس کو نقطہ عروج پر پہنچا دیا۔ صورت حال کچھ یوں تھی کہ 1945ء میں جاپان کو اتحادیوں سے شکست ہوئی تو منچوریا میں سوویت فوجوں کی موجودگی کے سبب اتحادیوں نے کوریا میں جنگ بندی کے لئے Parallel38 پر کوریا کو تقسیم کر دیا تھا۔ شمالی کوریا میں جنگ بندی اور عارضی انتظام و انصرام کی ذمے داری سوویت یونین اور جنوبی کوریا میں یہ ذمہ داری امریکی افواج کے سپرد کی گئی۔ جس وقت یہ تقسیم ہو رہی تھی، اس وقت کسی کے ذہن میں یہ تصور نہ تھا کہ تقسیم حتمی ہوسکتی ہے، بظاہر یہ خیال تھا کہ جنگ بندی کے بعد کوریا پہلے کی طرح متحد ہو جائے گا، لیکن اندر ہی اندر نظریات کی ترویج اور حلقہ اثر میں توسیع کوریا میں سوویت یونین کے زیر انتظام انتخابات کرا کے کم ال سنگ کی حکومت قائم ہوئی، جب کہ جنوبی کوریا کی صدارت سنگمن ری کے حصے میں آئی۔ یہ دونوں ریاستیں اپنے ہمسائے، علاقے اور حکومت کو متنازعہ قرار دیتی تھیں۔ سپر طاقتوں کی آشیر باد اس تنازعہ کو ہوا دینے کے مترادف تھی، چنانچہ ان تنازعات نے اس حد تک طول پکڑا کہ 25 جون 1950ء کو شمالی کوریا کی جانب سے سنگمن ری کی متنازعہ حکومت کے خاتمے اور کوریا کو متحد کرنے کی غرض سے حملہ کیا گیا۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ یہ حملہ اس وقت کیا گیا جب شمالی کوریا میں سوویت افواج اور جنوبی کوریا میں امریکی دفاعی مشیر موجود تھے، چنانچہ یہ جنگ دو فریقوں کے درمیان نہیں بلکہ دو نظریات کے درمیان معرکہ تصور کی جانے لگی۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اس حوالے سے 27 جون 1950ء کو ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں اس بات کی سفارش کی گئی کہ اقوام متحدہ کے رکن ممالک جنوبی کوریا کو ایسی امداد فراہم کریں جو مسلح حملے کو روکنے اور علاقے میں بین الاقوامی امن اور سلامتی کی فضا بحال کرنے کے لئے ضروری ہو''۔ امریکی حکومت نے اسی روز اپنی فضائی اور بحری افواج کو حکم دیا کہ وہ جنوبی کوریا کی حکومت کی ''مناسب امداد'' کریں، نیز اس نے اپنی بری فوج کو بھی کارروائی میں حصہ لینے کے لئے روانہ کر دیا۔

7 جولائی 1950ء کو سلامتی کونسل کے فیصلے کے مطابق اقوام متحدہ کے 16 رکن ممالک آسٹریلیا، بیلجیم، کینیڈا، کولمبیا، ایتھوپیا، فرانس، برطانیہ، یونان، لکسمبرگ، ہالینڈ، فلپائن، نیوزی لینڈ، تھائی لینڈ، ترکی، جنوبی افریقہ اور امریکا نے اپنی فوجوں کو شمالی کوریا کے خلاف صف آراء کر دیا (جن کی قیادت ابتداء میں جنرل میک آرتھر کر رہا تھا تاہم بعد میں اسے اس محاذ سے واپس بلا لیا گیا تھا) اور دیکھتے ہی دیکھتے جنوبی کوریا، امریکا اور اقوام متحدہ کی افواج، شمالی کوریا کو پیچھے دھکیلتے ہوئے دریائے یالو تک پہنچ گئیں، جو چین کی سرحد سے ملحق ہے۔ اب اپنے نظریاتی بھائیوں کی امداد اور مخالفوں کی جانب سے درپیش خطرات کے پیش نظر چین کا جنگ میں شامل ہونا ناگزیر ہو گیا۔ چین نے اپنی افواج کو شمالی کوریا میں اتارنا شروع کر دیا۔ اس کی وجہ سے جنگ نے اور شدت اختیار کر لی۔ دوسری طرف امریکا کی تشویش میں مزید اضافہ ہو گیا، کیوں کہ خطے کے شمال میں سوویت یونین جزیرہ کورائل اور شمالی سخالین پر پورا استحقاق رکھتا تھا۔ دوسری جانب اشتراکی حکومت قائم ہو جاتی تو امریکا کا لاڈلا جاپان خطروں میں گھر جاتا۔ چنانچہ خطے میں اپنے مفادات کے تحت امریکا نے اقوام متحدہ کی افواج کی سربراہی کرتے ہوئے بھرپور انداز میں جنگ کی۔ دوسری جانب شمالی کوریا اور چین نے بھی اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ بالآخر 25 جون 1950ء سے کوریا کو متحد کرنے کے تنازعے سے شروع ہونے والی جنگ جولائی 1953ء تک جاری رہی۔ 28 جولائی کو جنگ بندی کا معاہدہ طے پایا مگر ہزاروں نفوس کے پیوند خاک ہو جانے کے بعد۔ اس معاہدے کے تحت کوریا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس جنگ کی وجہ سے سرد جنگ یورپ سے نکل کر ایشیا میں بھی پھیل گئی جس کی وجہ سے امریکا کو دو طرفہ اور کثیر طرفہ معاہدے جیسے سیٹو اور سینٹو کرنے پڑے۔ مغربی جرمنی جنگ کوریا سے متاثر ہو کر نیٹو کا رکن بن گیا کہ کہیں مشرقی جرمنی بھی سوویت ہم نوائی کے تحت شمالی کوریا جیسا اقدام نہ کر بیٹھے۔

معاہدہ امن کے ذریعے جنگ تو ختم ہو گئی مگر دونوں کوریا کے درمیان تعلقات کشیدہ رہے۔ تاہم نصف صدی گزرنے کے بعد 6 اپریل 2002ء کو کشیدگی کا خاتمہ ہوا۔ شمالی اور جنوبی کوریا نے اپنے تعلقات معمول پر لانے کا خوش کن اعلان کیا۔ شمالی کوریا کے موجودہ سربراہ کم جونگ ال نے جنوبی کوریا کے صدر کم ڈائے کی جانب سے کی جانے والی درخواست جس میں امریکا اور جاپان سے بھی مذاکرات کی پیش کش کی گئی تھی قبول کر کے ماحول کو بہتر بنانے کی کوشش کی جس کے تحت دونوں ممالک کے درمیان تجارتی روابط بحال ہوئے اور دونوں طرف منقسم خاندانوں کو یکجا ہونے کا موقع ملا اور دنیا نے دیکھا کہ جنگ اور کشیدگی کسی مسئلہ کا حل نہیں ہوتی اور نہ صرف مذاکرات ہی سے پائے دار امن کا قیام ممکن ہوتا ہے۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم مبارک احمد معین صاحب مربی سلسلہ ڈیرہ غازیخان شہر لکھتے ہیں مکرم میاں سعید احمد اعوان صاحب ولد میاں غلام رسول اعوان صاحب ڈیرہ غازیخان مورخہ 17 نومبر 2003ء بروز پیر 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ نماز جنازہ مکرم نصیر احمد وڑائچ صاحب مربی ضلع ڈیرہ غازیخان نے پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر مکرم عبدالماجد امجد صاحب امیر ضلع ڈیرہ غازی خان نے دعا کروائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مکرم ڈاکٹر شیخ شریف احمد صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ عزیز آباد کراچی لکھتے ہیں خاکسار کی خوشدامن جو خاکسار کی خالہ بھی تھیں مورخہ 13 نومبر 2003ء کو وفات پا گئیں۔ جنازہ اوکاڑہ سے ربوہ لایا گیا۔ اور مورخہ 14 نومبر 2003ء بروز جمعہ بیت اقصیٰ میں محترم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی قبر تیار ہونے پر خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ مرحومہ نمازوں کی بڑی پابند غرباء سے ہمدردی رکھنے والی اور طبیعت کی بہت سخی تھیں اللہ مرحومہ کے درجات کو بلند فرمائے جنت الفردوس اعلیٰ مقام سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

مکرم اکرام اللہ بھٹی صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی نعمت اللہ بھٹی صاحب کی خوشدامن مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالشکور صاحب آف مبارک آباد فارم سندھ مورخہ 4 نومبر 2003ء بروز منگل بعمر 45 سال وفات پا گئیں۔ آپ نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں ان میں سے بڑی بیٹی شادی شدہ ہیں۔ مورخہ 6 نومبر 2003ء حلقہ بلدیہ ٹاؤن سیکٹر B-8 میں خاکسار نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہیں ان کے آبائی گاؤں بھون ضلع چکوال لے جایا گیا وہاں ان کی تدفین عمل میں آئی ان کی مغفرت درجات بلندی کیلئے اور تمام سوگواران کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

مکرم عبدالستار ملک صاحب اسلام آباد کی خوش دامن مکرمہ انور بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری دل محمد خاں صاحب مرحوم بیریاں والا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ حال اسلام آباد مورخہ 21 نومبر بروز جمعہ وفات پا گئیں۔ وفات کے وقت آپ اپنے بیٹے مکرم نصیر الحق صاحب کے پاس مقیم تھیں۔ اسی روز بعد نماز جمعہ مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی ضلع نے نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان اسلام آباد میں تدفین کے بعد مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔ مرحومہ کا ایک بیٹا قریباً دو ماہ قبل بوجہ ذیابیطس نوجوانی میں وفات پا گیا تھا۔ جس کا مرحومہ کو بہت دکھ تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

مکرم زبیر احمد خان صاحب جنرل سیکرٹری دستگیر سوسائٹی کراچی کی خالہ مکرمہ امتہ القیوم ساجدہ صاحب اہلیہ مرزا اعجاز احمد صاحب مرحوم آف PECHS مورخہ 6 نومبر 2003ء بعمر 70 سال وفات پا گئیں۔ آپ بفضل خدا موصیہ تھیں۔ مورخہ 7 نومبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر بیت المبارک ربوہ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ حضرت شیخ غلام حسنین صاحب آف دہلی رفیق حضرت مسیح موعود کی چھوٹی بیٹی اور مکرم حافظ عبدالسلام صاحب مرحوم سابق وکیل المال ثانی کی بڑی بہو تھیں، دعاگو، ملنسار، خوش مزاج اور صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیز خلافت احمدیہ سے والہانہ لگاؤ رکھتی تھیں۔ آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹے مرزا محمود احمد صاحب اور مرزا منصور احمد صاحب چھوڑے ہیں۔ مولا کریم موحومہ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم محمد محمود اقبال صاحب صدر شعبہ انگریزی جامعہ احمدیہ ربوہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کی بڑی بھابی مکرمہ صادقہ داؤد صاحبہ زوجہ محترم محمد داؤد اقبال صاحب آف وحدت کالونی لاہور بعارضہ ہیپاٹائٹس شدید بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں خداتعالیٰ انہیں کامل و عاجل شفاء عطا فرمائے آمین۔

مجلس نابینا کی عیدملن پارٹی

مورخہ 30 نومبر 2003ء بروز اتوار مجلس نابینا کے زیر اہتمام عیدملن پارٹی کا انعقاد زیر صدارت مکرم پروفیسر خلیل احمد صدر مجلس نابینا ہوا۔ تلاوت نظم کے بعد مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور عید کا اصل مقصد بیان کیا آخر پر حاضرین کو ظہرانہ دیا گیا جس میں ممبران کے علاوہ بعض احباب نے بھی شرکت کی۔

خبریں
ملکی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ میں طلوع وغروب

سوموار	8۔دسمبر	زوال آفتاب	12-00
سوموار	8۔دسمبر	غروب آفتاب	5-07
منگل	9۔دسمبر	طلوع فجر	5-27
منگل	9۔دسمبر	طلوع آفتاب	6-54

تمام معاملات طے ہوجائیں گے۔وزیراعظم میر ظفراللہ جمالی نے کہا ہے کہ مجھے امید ہے کہ مجلس عمل کے ساتھ آئینی امور پر تمام معاملات طے ہوجائیں گے حکومت اور ایم ایم اے مشترکہ طور پر پارلیمنٹ میں آئینی ترامیم کا بل پیش کریں گے۔اسمبلی کا اجلاس جلد بلایا جائے گا۔ڈیڈ لائن نہیں لونگ لائن پر یقین رکھتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ ن اور پیپلز پارٹی کی منت کرتا ہوں کہ پارلیمنٹ جمہوری طریقے سے چلائیں۔

پاکستان میں غربت تشویشناک حد تک بڑھ رہی ہے۔صدر مشرف کے دور اقتدار میں غربت میں خاتمہ کے تمام دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ان کی حکومت کے پہلے دو سالوں 1999ء سے 2001ء تک غربت کی شرح میں 1.5 فیصد اضافہ کے ساتھ 39 لاکھ افراد غربت کے گراف میں شامل ہوگئے۔4 کروڑ 51 لاکھ افراد غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔یہ اعداد وشمار اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کی جانب سے جاری کی گئی انسانی معیار زندگی کی رپورٹ 2003ء میں دیئے گئے ہیں۔

سیز فائر کی صورت حال پر اطمینان کا اظہار۔مسلح افواج کی قیادت نے بھارت کے ساتھ سیز فائر صورتحال پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے توقع ظاہر کی ہے کہ زمینی وفضائی رابطوں کی بحالی سے خطہ میں امن واستحکام کے قیام میں مدد ملے گی۔

غریب خاندانوں کو سستا آٹا فراہم کیا جائے گا۔وزیراعلیٰ پنجاب کی صدارت میں منعقد ہونے والے اجلاس میں کئی اہم فیصلے کئے گئے جن میں صوبے میں غریب افراد کے لئے سستے آٹے کی فراہمی، فیصل آباد میں ہزاروں خاندانوں کے لئے رہائشی پلاٹوں کے مالکانہ حقوق کا اعلان، تعلیم اور زرعی ریسرچ کے شعبے کی مختلف ترغیبات کے اقدامات شامل ہیں۔

دورہ نیوزی لینڈ کے لئے قومی کرکٹ ٹیم کا اعلان۔ پاکستان کرکٹ بورڈ ڈی سلیکشن کمیٹی کے چیئرمین نے ماہ رواں میں نیوزی لینڈ کے دورے پر روانہ ہونے والی کرکٹ ٹیم کا اعلان کر دیا ہے۔انضمام الحق کپتان اور یوسف یوحنا نائب کپتان ہوں گے۔ان کے علاوہ توفیق عمر، عمران فرحت، سلیم الٰہی، یاسر حمید، عاصم کمال، یونس خان، معین خان (وکٹ کیپر)، عبدالرزاق، شعیب ملک دانش کنیریا، شعیب اختر، محمد سمیع، شبیر احمد اور عمر گل شامل ہیں۔

روسی ٹرین پر خودکش حملہ۔چیچنیا کے قریب مسافر ٹرین میں خودکش حملہ کے نتیجہ میں 40 افراد ہلاک اور 153 سے زائد زخمی ہوگئے۔خاتون خودکش حملہ آور نے اپنے جسم کے ساتھ 10 کلوگرام ٹی این ٹی دھماکہ خیز مواد باندھ رکھا تھا۔دو بوگیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ٹرین پٹری سے اتر گئی۔بیشتر زخمیوں کی حالت نازک ہے۔روسی حکام نے چیچن جنگجوؤں کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔

بغداد میں 2 بم دھماکے۔عراق کے دارالحکومت بغداد میں دو مختلف جگہوں پر بم دھماکوں میں ایک امریکی فوجی چار عراقی شہری اور 20 افراد زخمی ہوگئے۔امریکی فوجی قافلے پر حملے کا واقعہ شمالی بغداد میں پیش آیا۔فوجی گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔دوسرا بم دھماکہ ایک مسجد کے قریب ہوا۔

امریکہ ایٹمی ہتھیار ختم کرے۔اقوام متحدہ کی عالمی ایٹمی توانائی ایجنسی کے سربراہ محمد البرادوی نے کہا ہے کہ امریکہ منی ایٹم بم تیار کرکے دنیا کے لئے غلط مثال قائم کر رہا ہے۔ایران کی طرح امریکہ نے بھی این پی ٹی پر دستخط کئے ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ معاہدہ پر عمل کرے لیکن وہ ایسا کرنے کی بجائے اپنے ہتھیار بہتر بنا رہا ہے۔ایک فرانسیسی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے البرادوی نے کہا کہ طویل عرصے سے ایران لیبارٹری تجربات کرتا رہا ہے اس نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ وہ این پی ٹی کے اضافہ پروٹوکول پر کب دستخط کرے گا۔خفیہ ہتھیاروں کے پروگرام کے متعلق سرگرمیوں کا کھوج لگانا ممکن نہیں۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ۔کینیڈین وزیر دفاع نے کہا ہے کہ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ ہے۔لیکن اپنی افواج عراق نہیں بھیجیں گے۔ ہماری 5 ہزار فوج افغانستان میں سیکورٹی اور تعمیر نو کے کاموں میں اتحادی افواج کی مدد کر رہی ہے۔ ہم عراق کی بجائے افغانستان میں ہی کام کرنا چاہتے ہیں۔

نیٹو عراق میں مؤثر کردار ادا کرے۔امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے کہا ہے نیٹو عراق میں مؤثر کردار ادا کرے۔ امریکہ عراق میں اپنی فوجوں پر دباؤ کم کرنا چاہتا ہے۔نیٹو کے سیکرٹری جنرل جارج رابرٹسن نے کہا ہے کہ کولن پاول کی حمایت کرتے ہیں نیٹو کو عراق میں امن وامان کی بحالی کے لئے مزید فعال کردار ادا کرنا چاہئے۔

44 بھارتی گرفتار۔روسی حکام نے غیر قانونی طور پر روس گھسنے کی کوشش کرنے والے 44 بھارتیوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ان کی رہنمائی اور مدد کرنے والے دو روسی گائیڈ بھی پکڑے گئے۔

بندوق کے ذریعے جمہوریت۔ ایران کی نوبل انعام یافتہ خاتون شیریں عبیدی نے جمہوریت اور انسانی حقوق کے حوالے سے تہران اور واشنگٹن پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایران اور عراق میں بندوق کے ذریعے جمہوریت نہیں لائی جاسکتی۔

پی آئی اے کی 12 فلائٹس قومی ائیر لائن PIA دہلی اور بمبئی کے لئے ہفتہ میں 12 ڈائریکٹ فلائٹس چلانے کا شیڈیول بنا رہی ہے۔ بنکاک اور ہانگ کانگ کیلئے بھی فلائٹس شیڈیول دوبارہ شروع ہو جائے گا۔دونوں ملکوں کے ماہرین اقدامات کا جائزہ لے رہے ہیں۔

امریکہ نے جیکب آباد ائیر بیس پر مزید فوج پہنچا دی امریکی افواج کے زیر استعمال ملک کے تیسرے بڑے شہباز ائیر بیس جیکب آباد میں مبینہ طور پر ضروری ساز وسامان کے ساتھ امریکی افواج کی مزید نفری کی آمد کی اطلاعات ملی ہیں۔مذکورہ افواج جنہیں 11 ستمبر کے واقعات کے بعد دہشت گردی کے خلاف فرنٹ لائن کے نام پر حکومت کی جانب سے افغانستان میں حملوں کیلئے لاجسٹک سپورٹ کے نام پر بسایا گیا تھا۔رفتہ رفتہ اپنے قیام کو مزید مستحکم بنا رہی ہیں۔اس سے قبل حفاظتی اقدامات کیلئے ائیر بیس کے چاروں طرف لوہے کے جنگلے اور باڑ لگائی گئی تھی۔اطلاعات کے مطابق مزید فوجیوں کی نفری اور بھاری سامان لایا گیا ہے جس کے سبب خیال ہے کہ ان افواج کے ائیر بیس پر قیام کے دورانیہ میں مزید اضافہ ہوگا۔

اختیارات سے تجاوز کیا نہ 58 ٹو بی سے کوئی خطرہ ہے وزیراعظم میر ظفراللہ جمالی نے کہا ہے کہ وہ اپنے اختیارات سے تجاوز نہیں کرتے اس لئے آئین کے آرٹیکل 58 ٹو بی سے کوئی خوف نہیں ہے۔

احمد ٹریولز انٹرنیشنل
گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون وبیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:211550 Fax 04524-212980
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

چاندی میں الیس اللہ کی نئی انگوٹھیوں کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی۔فرحت علی جیولرز اینڈ
زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ
فون 213158

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مطب حکیم میاں محمد رفیع ناصر
کامیاب علاج ہمدردانہ مشورہ
عورتوں کی مرض اٹھرا، بچوں کا چھوٹی عمر میں فوت ہوجانا، اور بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج
اوقات مطب
موسم گرما: صبح ۸ تا ۱۲ بجے شام ۶ تا ۸ بجے
موسم سرما: صبح ۹ تا ۲ بجے شام ۴ تا ۶ بجے
جمعۃ المبارک صبح ۸ تا ۱۱ بجے
بروز جمعرات ناغہ
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 211434-212434
فیکس: 04524-213966

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے
خداتعالیٰ کے فضل رحم اور احسان کے ساتھ 50 سال گزرنے کے بعد خداوند کریم کی مدد ورہنمائی سے رواں دواں
محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں
Ph-7661915 7654501
محتاج دعا: بشیر اینڈ کمپنی بنارسی والے
قائم شدہ 1953ء
ریڈی میڈ گارمنٹس تیار کرنے والے حضرات کی ضرورت کا فینسی کپڑا دستیاب ہے
111-خواجہ بازار سفینہ بلاک اعظم کلاتھ مارکیٹ-لاہور فون 7654290-7632805